چاہیے۔

ہمارے نزدیک اس کی جو ممکنہ عملی صورت ہے، اسے ہم ایک الگ مضمون میں بیان کریں گے۔

---

# ڈاکٹر مفتی سرفراز احمد نعیمی کی شہادت

جامعہ نعیمیہ کے مہتمم، ممتاز عالمِ دین ڈاکٹر مفتی سرفراز احمد نعیمی کا قتل، ایک ایسی دل گیر خبر تھی جس نے ہر صاحب دل کو رنجیدہ کر دیا۔ ان کا تعلق بریلوی مکتبِ فکر سے تھا لیکن ان کے غم کو مسلکی وابستگی سے ماورا ہو کر محسوس کیا گیا۔ یہ ان کے اس طرزِ عمل کا نتیجہ ہے جسے انھوں نے فقہی و گروہی اختلافات میں بالعموم اختیار کیے رکھا۔ اس معاملے میں وہ صحیح معنوں میں اپنے والد مولانا مفتی محمد حسین نعیمی مرحوم کے جانشین تھے جن کی وسعتِ قلبی، اختلاف کے باب میں، ہمارے اسلاف کی روایت کا تسلسل تھی۔ مفتی سرفراز نعیمی صاحب علما کی ہر اس مجلس کا حصہ رہے جو کسی قومی یا ملی مسئلے پر غیر فرقہ دارانہ بنیاد پر وجود میں آئی۔ ان کی طبعی سادگی اور اخلاص کا بھی انھیں ہر دل عزیز بنانے میں ایک کردار تھا۔ ان کی شہادت نے اس قومی المیے کو ایک بار پھر پوری شدت کے ساتھ واضح کیا ہے کہ دینی مسائل میں فہم کے اختلاف کے معاملے میں تشدد ہمارے ہاں اس سطح تک سرایت کر چکا ہے کہ بعض گروہوں نے قتل جیسے جرم کو بھی اس باب میں روا رکھا ہے جس کی سزا قرآن مجید نے دائمی جہنم بیان کی ہے۔ بلا شبہ دین میں تحریف کی اس سے بد ترین صورت ممکن نہیں۔ نصوص کے فہم اور ان سے استنباطِ احکام کے معاملے میں اختلاف ہماری تاریخ کے صدرِ اول سے جاری ہے اور اہل علم نے اسے کبھی ممنوع نہیں کہا۔ یہ اختلاف کس نوعیت کا رہا ہے، اس کا اندازہ حضرت ربیعہ بن عبدالرحمٰن مدنی کے ایک قول سے کیا جا سکتا ہے۔ یہ مدینہ کے ایک جید عالم اور امام مالک کے شیوخ میں سے تھے۔ انھیں عباسی خلیفہ عباس نے عراق میں اپنا مشیر بنایا۔ انھوں نے کچھ دن عراق میں گزارے اور واپس مدینہ آ گئے۔ اہل مدینہ نے ان سے پوچھا کہ انھوں نے اہلِ عراق کو کیسا پایا تو ان کا کہنا تھا: "جو ہمارے ہاں حلال ہے وہ ان کے نزدیک حرام ہے اور جسے ہم حرام کہتے ہیں وہ اسے حلال سمجھتے ہیں"۔ ان سے یہ قول بھی منسوب ہے: "معلوم

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ہوتا ہے ہمارے ہاں اور ان کے ہاں اور نبی مبعوث ہوئے ہیں"۔(ڈاکٹر طٰہٰ جابر العلوانی، ادب الاختلاف فی الاسلام)۔اس سے اہل مدینہ اور اہلِ عراق کے مابین فہمِ دین کے اختلاف کی شدت کو سمجھا جا سکتا ہے۔اس کے باوجود امت دونوں گروہوں کا احترام کرتی اور ان کی عظمت کی معترف ہے۔ ہماری بدقسمتی یہ رہی کہ ہم اسلاف کی فقہی آراء کے مقلد تو بنے، لیکن اختلاف کے باب میں ان کے رویے کی تقلید نہ کر سکے۔ڈاکٹر سرفراز نعیمی جیسے لوگوں کے ساتھ یہ سلوک ہمیں متوجہ کر رہا کہ ہمارے اہلِ علم کو صرف اس مقصد کے لیے ایک اتحاد بنانا چاہیے کہ وہ ہر اس گروہ سے قطع تعلق کریں گے جو اس نوعیت کے اختلافات میں تشدد کا قائل ہے اور اسے معاشرتی سطح پر کبھی گوارا نہیں کریں گے۔ہم اپنا نقطہء نظر لوگوں کے سامنے رکھ دیں گے۔اب یہ ان کا کام ہے کہ وہ کس رائے کو قبول کرتے ہیں۔اُمّت کے اجتماعی ضمیر نے آراء کے ردوقبول میں پہلے کوئی غلطی کی ہے نہ آیندہ کرے گی۔حکومت کے لیے شاید یہ ممکن نہ ہو کہ وہ ہر عالمِ دین کو حفاظتی حصار فراہم کر سکے۔ یہ اہتمام علما کو خود ہی کرنا ہوگا۔

یہ حادثہ ہمیں اس جانب بھی متوجہ کر رہا ہے کہ جب ہم نے (اسلاف کی رائے کے برخلاف) دورِ حاضر میں نجی جہاد کو جائز قرار دے دیا تو اس کے بعد ایسے گروہوں کا پیدا ہونا ناگزیر ہے جو فہمِ دین کے اختلاف کو جہاد قرار دیں اور پھر "دشمنوں" کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیں۔اب ان کا دشمن وہی ہوگا جو ان سے اختلاف کر رہا ہے۔جب ہم نے ان کا حقِ جہاد قبول کر لیا تو ہدف کے تعین کے باب میں ان کے حق کی نفی کیسے کر سکتے ہیں؟ ہمارے نزدیک یہ مسئلہ اس وقت علما کی توجہ کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔اس کو نظر انداز کرنے کا مطلب ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی جیسے افراد کے قتل کو روا رکھنا ہے۔ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو اپنی مغفرت سے نوازے اور مسلمان معاشروں کو فساد سے محفوظ رکھے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org